افغان اور بنی اسرایل

محمد ظفراللہ

حال ہی میں ایک دوست نے ایک عجیب سا مضمون بھیجا۔ اس کا عنوان تھا

پٹھان اور طالبان درحقیقت بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل، اسرائیل کے شہر حیفہ میں ڈی این اے تحقیق آخری مراحل میں

اگر کوی قاری اس مضمون کو پڑھنا چاہیں تو ذیل میں دیے ہوے لنک سے استفادہ کرلیں۔

About http://weeklypresspakistan.com/2012/01/471

ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے مجھے افغانوں کے بنی اسرایل ہونے کے موضوع سے خاص دلچسپی ہے کہ اس کا تعلق حضرت عیسی علیہ السلام کے ایک سچے نبی ہونے سے بھی ہے،اور اس کا تعلق ان کے صلیب سے زندہ اتارے جانے اور پھر افغانستان اور اس کے آس پاس کے علاقوں کی طرف ہجرت کرنے سے بھی ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہ بنی اسرایل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لیے آے تھے۔ اگر عیسایوں کے کفارہ کے عقیدہ کو مان لیا جاے کہ حضرت عیسی بنی نوع انسان کے گناہوں کے کفارے کے لیے، معاذاللہ، ایک لعنتی موت مرے صلیب پا کر تو حضرت عیسی علیہ السلام ایک ایسے انسان ثابت ہوتے ہیں جس کا کہ خدا کے ساتھ کوی تعلق نہیں تھا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اپنا ایک مشن بتایا تھا کہ میں یہ کرنے آیا ہوں اور پھر وہ اس مشن کو پورا کیے بغیر رخصت ہو گیے۔ میں بحیثیت ایک احمدی مسلمان ہونے کے یہ یقین رکھتا ہوں کہ جب ایک نبی یہ

کہتا ہے کہ میں یہ کام کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں تو اللہ تعالی کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ وہ اپنے مشن میں ناکام مرے۔

خیر تو میں نے مضمون پڑھنا شروع کیا پر پہلے ہی چند فقروں میں میرے چودہ طبق روشن ہو گیے۔ قاریین کی تفنن طبع کے لیے اس مضمون کا پہلا پیراگراف نقل کرتا ہوں۔

(حضرت اسرائیل کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ وہ اسرائیل نام کی ریاست قائم کریں، ریاست اسرائیل کی سرحدات کی واضح نشاندہی بھی اللہ پاک نے فرما دی تھی۔ حکم الٰہی کی پابندی کرتے ہوئے حضرت اسرائیل نے اسرائیل نام کی ریاست قائم کی۔ بنی اسرائیل نے شدید محنت کی۔ گڈ گورننس سے کام لیا گیا۔ ا للہ نے اس محنت کا پھل عطا کرنا شروع کر دیا۔ اسرائیل خوشحال ترین ریاست بنتی چلی گئی۔ اسرائیل میں بارہ قبائل آباد تھے جنہیں بنی اسرائیل کے اجتماعی نام سے پکارا جاتا تھا۔ صرف دو قبائل حضرت ابراہیم کے پیغام حق کو تسلیم کرتے تھے۔ توریت پر عمل کرتے تھے اور یہودہ کہلاتے تھے (آج کے یہودی)۔ باقی دس قبائل توریت کو تسلیم نہیں کرتے تھے لیکن بنی اسرائیل کا حصہ تھے۔ حضرت سلیمان کے دور میں ریاست اسرائیل نے نمایاں ترقی کی۔ خوشحالی اور طاقت کے زعم میں مقررہ حدود سے تجاوز کیا۔ اردگرد کے علاقوں پر بھی فوجی تسلط جما لیا۔ ملکہ صباء حضرت سلیمان کی اہمیت اور اہلیت سے متاثر ہو کر ان کی گرویدہ بن بیٹھی۔ حضرت سلیمان نہ صرف ایک بہادر ملٹری کمانڈر تھے بلکہ اللہ نے انہیں چرند و پرند کی زبان سجھنے کی صلاحیت بھی عطا کر رکھی تھی۔ حضرت سلیمان نے یروشلم میں ایک وسیع و عریض عبادت گاہ تعمیر کی جو ہیکل سلیمانی کہلائی۔ حضرت سلیمان کے دور میں اسرائیل ایک عظیم سپر پاور بن چکی تھی۔)

میرا پہلا رد عمل اس پر یہ تھا کہ واہ کیا تحقیق کی ہے صاحب مضمون نے۔ حضرت اسرایل سے ہی اسرایل نامی ریاست کی بنیاد رکھ دی۔ پھر مصر میں جو غلامی کی چکی پیستی رہی حضرت یعقوب کی اولاد وہ کس کھاتے میں گییِ؟ اور قران کریم میں اور توراۃ میں جو اتنا لمبا قصہ ہے حضرت موسی

علیہ السلام کے بنی اسرا یل کوفرعون مصر سے نجات دلانے کا اسے کس کھاتے میں رکھیں؟

بات کچھ یوں ہے ،مختصر، مختصر، کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جن کوقرآن کریم میں اسرایل بھی کہا گیا ہے ایک زمیندار تھے اور مویشی پالتے تھے۔ ان کی ریاست کا تصور بس یہی تھا کہ روٹی اچھی چلتی رہے۔ تورات میں کچھ کہانیاں ہیں لیکن ان کی اصلیت اس بات سے کھل جاتی ہے کہ جب قحط پڑا تو غلہ کے لیے ان کو اپنے بیٹوں کو مصر بھیجنا پڑ گیا۔ جہاں ان کو، اپنے ہی ہاتھوں بیچے ہوے بھای، یوسف علیہ السلام ملے، جنہوں نے آخر میں سب کو مصر بلا لیا، اور سارے کا سارا کنبہ نقل مکانی کر گیا، اپنی ریاست کو خیر باد کہہ کر۔

مصر میں کچھ عرصہ تو ٹھیک سے گزرا۔ پھر، کچھ حالات کی تبدیلی کے باعث، کچھ ان کی تعداد بے تحاشہ بڑھنے کے باعث ، ان کے اثر و رسوخ کے ناجایز استعمال، ان کی آپس کی ریشہ دوانیوں کے باعث، اور خدا کی نا فرمانیوں کے باعث ان کی ہوا ایسی اکھڑی کہ غلام بنا لیے گیے اور اچھوتوں کی طرح رہنے پرمجبور کر دیے گیے۔ پھر اللہ تعالی کی رحمت جوش میں آی، اس نے حضرت موسی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ بنی اسرایل کی نجات مصر کے فرعون سے کیسے ہوی اس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے، صراحت کے ساتھ ، اورتوراۃ میں بھی۔

قرآن شریف میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مصر سے نجات کے بعد اور خدای معجزے دیکھنے کے بعد بھی بنی اسرایل کی اکثریت نے اپنی بری عادتیں ترک نہ کیں۔ نتیجہ میں ارض موعود ان سے دور تر ہوتی گیی۔(یہاں تک کہ حضرت موسی علیہ السلام کی وفات ہو گیی۔ اور بنی اسرایل ارض موعود کی تلاش میں سرگرداں رہے، ایک عرصہ۔)

جب بنی اسرایل خوار ہوتے پھر رہے تھے در بدر ، اپنی نا فرمانیوں کے طفیل، ان میں سے کچھ کو خیال آیا کہ ہمارا بھی ایک بادشاہ ہونا چاہیے۔ اس

وقت کے نبی نے اللہ تعالی سے دعا کی تو طالوت کا نام مرحمت ہوا کہ اسے بادشاہ بنا لو۔ (اس کی بھی نا فرمانی کی ان لوگوں نےإ) خیر توجالوت سے جنگ ہوی تو حضرت داود علیہ السلام نے اسے(جالوت کو) مار ڈالا۔ اگر غور سے دیکھا جاے تو بنی اسرایل میں بادشاھت طالوت سے شروع ہوی اور ریاست حضرت داود علیہ السلام سے ، جن کا دارالخلافہ یروشلم تھا۔ جو کہ تقریبا وہی علاقہ تھا جہاں سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اورانکی اولاد اپنی مرضی سے نقل مکانی کر گیے تھے۔

پھر حضرت داود کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ریاست کو،اللہ کے فضل سے، اور توسیع دی۔ اس توسیع کے نتیجے میں بنی اسرایل کا دوسرے مذاہب سے تعارف ہوا۔ اور ہمیشہ کے ٹیڑھے بنی اسرایل، حضرت سلیمان کے بعد(با ییل کے مطابق حضرت سلیمان کے زمانے میں بلکہ نعوذ با للہ حضرت سلیمان بھی) بت پرستی کی طرف لڑھک گیے۔ اس کی سزا اللہ تعالی نے یہ دی کہ ان پر غیروں کو مسلط کر دیا۔ پہلے بابل کے ایک حکمران نبو کد نظر نے آن کر یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجای پھر بعد کو ان پر رومیوں کو مسلط کردیا۔

نبوکد نظرتو ان کی آبادی کے ایک بڑے حصہ کو غلام بنا کر ساتھ لے گیا۔ (تعداد کا اندازہ اس چیز سے لگا لیں کہ پورے دس قبیلے یوں غایب ہوے کہ گویا ان کا وجود ہی نہیں تھا۔) نبوکد نظر کی سلطنت بہت وسیع تھی۔ اس نے ان لوگوں میں سے کچھ کو اس علاقے میں لاڈالا، جس کے ایک حصہ میں اب افغانستان ہے۔ باقی کو ادھر ادھر بکھیر دیا۔ یہ لوگ افغان یوں کہلاے کہ یہ لوگ وطن کو یاد کر کے ایک عرصہ تک روتے رہے۔ اور رونے کو اس علاقے کی مقامی زبان (فارسی) میں فغاں کہتے تھے اور ہیں۔ تو اس طرح تعلق بنتا ہے افغانوں کا بنی اسرایل کے ساتھ۔

صاحب مضمون نے جس انداز میں تحریف شدہ توراۃ اور اسرایلی پروپیگنڈا سے استفادہ کیا ہے، بغیر عقل استعمال کیے، اس سے تو مجھے وہ مسلمان نہیں لگتے۔ اگر ہوے تو سرکاری مسلمان ہونگے پاکستان کے، آج کے پاکستان

میں مسلمان بننا کوی مشکل نہیں۔ کلمہ پڑہو، چند گالیاں اور چند غلط باتیں یاد کر لو تو ہو گیے سرکاری مسلمان۔ خیر تو ان لوگوں کواب ہوش آیا ہے، جب کہ محققوں نے افغانستان میں چٹانوں پر ارامی زبان میں لکھے ہوے کتبے بھی دریافت کر لیے ہیں۔ جب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کرسو سال پہلے یہ بتایا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے نجات پاکربنی اسرایل کی گم شدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لیے ان علاقوں میں آے تھے، اس لیے کہ یہ لوگ بنی اسرایل ہیں، اور کہ حضرت مسیح ناصری سری نگر کے علاقے می دفن ہوے اور وہاں ان کو شہزادہ یوزاسف کہا جاتا تھا۔ اس پر اس وقت کے ملاوں نے طرح طرح کے ڈھکوسلے بناے تھے۔ ایک صاحب نے تو یہ بھی کہ دیا کہ جی فلاں بادشاہ نے جب ایک مورخ کو اپنے خاندان کی تاریخ کا کھوج لگانے پر مقرر کیا تو مورخ نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے اس کا شجرہ نسب حضرت سلیمان علیہ السلام سے جوڑ دیا، اور تب سے افغان بنی اسرایل ہو گیے۔ اور تو اور ایک اردو کے ناول نگار نے ایک رومانی تاریخی ناول لکھ مارا جس کا مرکزی کردار ایک مسلمان شہزردہ، یوزاسف تھا۔

خیر تو جہاں احمدی ہونے کی حیثیت میں مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اب بشمول اور بہت سے لوگوں کے پاکستان کے سرکاری مسلمان بھی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی اس بات کو ماننے پر مجبور ہوگیے ہیں کہ اکثر افغان بنی اسرایل ہیں، وہاں مجھے یہ دکھ بھی ہے اس مضمون میں تاریخ کو انتہای بے دردی سے ذبح کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گیی ھے۔ میں نے طالبان کے ذکر سے اسی لیے گریز کیا ہے کہ طالبان ایک طرز فکر ہے جو کہ لوگوں کی گمراہی کا باعث ہے ان کی کم علمی کی وجہ سے۔ طالبان کا افغانوں سے تعلق بس اتنا ہی ہے کہ اکثر طالبان افغان ہیں۔ اس گمراہ کن مضمون کی پہلی چند سطریں پڑہنے پر میرے جو تاثرات تھے ان کا اندازہ ان دو ٹویٹس سے ہو سکتا ہے۔

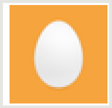

mzafrullahMuhammad Zafrullahhttp://t.co/iVkOKGxQ جس کسی نے یہ خرافات لکھی ہے اللہ اس کے حال پر رحم کرے۔ اسرایل لقب تھا حضرت یعقوب کا۔ جن کی کوی ریاست وغیرہ نہیں تھی۔
21 minutes agoReplyRetweetFavorite

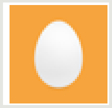

mzafrullahMuhammad Zafrullahhttp://t.co/iVkOKGxQ حضرت اسرایل، اپنی زمین وغیرہ چھوڑ کر، اپنے بیٹے حضرت یوسف کے پاس مصر منتقل ہو گیے تھے بمع خاندان۔(ریاست ؟ ہنہہ)
12 minutes agoReplyRetweetFavorite

Muhammad Zafrullah

Pocatello, ID

USA